کونڈے جائز ہیں
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مفتی محمد فیض احمد اویسی
WWW.FAIZAHMEDOWAISI.COM

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِيۡنَ ﷺ

کونڈے جائز ہیں

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حمد لا متناہی اس ذات باری کیلئے جس نے ہم پر احسانِ عظیم فرما کر آپ حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا کر دیا اور لا تعداد درود وسلام بخدمت اقدس شہنشاہ دو جہاں سرورِانس و جاں مالک کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ذات والا صفات خلاصہ موجودات اور باعث ایجاد کائنات ہے جنکی شان میں احادیث قدسی "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ" [1] "لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا" اور "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَرْضِيَّ وَالسَّمَائِيَّ" وارد ہوئی ہیں۔ جنکے نورِ انوار کو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا، سوائے بد بخت بدعقیدہ، حاسدو کاسد اور مردودِ ازلی ابلیس کے کہ جو سجدہ تعظیمی کا انکار کرنے سے بحکمِ خدا ذلیل ورسوا ہوا۔ اور لعنتِ الٰہی (اللہ کے کہنے پر) روزِ قیامت کا پٹا اُسکے گلے میں ڈال دیا گیا۔

[1] (تفسیر الآلوسی، سورۃ آلِ عمران، آیت ٤٢، الجزء ٢٢، الصفحۃ ١١٥)

محمد عربی ﷺ کا آبروئے ہر دوسراست	کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسراو
محمد ﷺ مدنی افتخارِ ارض و سماست	کسے کہ خاک درش ہست تاج برسراو

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عالم کی آبرو ہیں وہ شخص جس جو کہ آپ کے در کی خاک نہیں رکھتا اس کے سر پر خاک ہے۔

محمد مدنی صلی اللہ علیہ وسلم زمین و

آسمان کا فخر ہیں وہ شخص جسے آپ کے در کی خاک حاصل ہے اس کے سر پر تاج ہے۔

ایسے ہی ہزار ہا درود وسلام آپ کی آلِ اطہار اور اصحاب کبار پر۔

امابعد! کونڈوں کے بارے میں ہمارا موقوف یہ ہے کہ اس ۲۲ رجب کو یہ خیرات ضروری نہ سمجھتے ہوئے بلا قیود کوئی بھی خیرات کر کے اسکا ثواب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و جملہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام واہلبیت عظام اور تمام اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کو شامل کر کے ایصال ثواب کیا جائے تو بہت بڑا ثواب ہے لیکن اسے حرام کہنا اور بدعت سیئہ کے کھاتہ میں ڈالنا وہابیوں دیوبندیوں کا پُرانا طریقہ ہے خدام الدین۔ لاہور ۲۰ مارچ ۱۹۸ے یہی عنوان جما کر یہ لکھا ہمارے بعض شہروں اور قصبوں میں ہر سال ۲۲ رجب کو خفیہ کونڈے کھلانے کی رسم جاری ہے جس کی دینی حیثیت کچھ نہیں (الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے (ب) نہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ اسلام سے منقول ہے (ج) نہ ہی دوسرے فرقوں (یعنی۔ اسماعیلی۔ اثنا عشری اور علوی) کے

بزرگوں کا تعامل یہ کچھ ظاہر کرتا ہے یہ خلاف شرعٔ اور بے اصل بدعت دراصل مخالفین اسلام اور معاندین صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایجاد ہے جو شمالی ہند کے علاقہ اودھ سے شروع ہے اور لکھنؤ اور رامپور کے نوابوں نے رفض کر پروان چڑھانے کیلئے اس قسم کی بدعات کو عام کرنے میں کوشش کی ۔ پھر دلائل لکھے جو فقیر نے آگے چل کر عرض کئے ہیں ۔ بہر حال اہلِ دیوبند اور وہابی ہر نیک کام کو بدعت کہنے کے عادی ہیں ہم اسکے برعکس یوں کہتے ہیں کہ سیّدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈے ہندو پاک و دیگر بعض ممالک اسلامیہ میں مشہور ہیں جو بائیس (۲۲) رجب کو خاص اہتمام کے ساتھ کئے جاتے ہیں ۔اسکی صحیح صورت یہ ہے کہ حسبِ توفیق خیرات کی جائے اور اس پر اس طریقے سے ختم پڑھ کر سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کیا جائے اس میں کسی قسم کی شرعی قباحت نہیں بلکہ بہت بڑا ثواب ہے ۔ اسے حسبِ عادت مخالفین اہلسنّت وہابی دیوبندی حرام اور شیعہ کا طریقہ کہہ کر منع کر کے اپنے لئے جہاد سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ جہاد برائیوں کے روکنے کا نام ہے کونڈے ایک خیرات کا نام ہے اور خیرات و دیگر کسی کارِ خیر کا روکنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کو ''مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ'' (پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیت ۲۵) ''جو بہت بھلائی سے روکنے والا'' کہہ کر مذمت فرماتا ہے ۔ ہاں بعض لوگوں میں کونڈوں کے معاملہ میں غلط رواج بھی پایا جاتا ہے اور شرعی قاعدہ ہے کہ کسی کارِ خیر میں خرابی آجائے تو خرابی دور کرنے کی کوشش کی جائے نہ کہ اصل فعل و عمل کو بند کیا جائے مثلاً نماز کے بارے میں عوام میں ہزاروں خرابیاں رائج ہیں تاہم اس میں برائیوں کو مٹانے کی کوشش کی جائے نہ کہ سرے سے نماز کی بندش کی جدوجہد ہو تو اسے بند کرنے میں در پے ہو کر اسے جہاد سے تعبیر کرے تو اسے اہلِ دانش پاگل کہیں گے ایسے ہی کونڈے ایک کارِ خیر ہے اسکے روکنے والا ہمارے نزدیک پاگلوں کا سردار ہے بلکہ یقین کیجئے کہ ایسے لوگوں کو ہی حضور نبی پاک ﷺ سینکڑوں سال پہلے سفہاء الاحلام (بے وقوف اور بے عقل اور پاگل ہونگے) ۔

معجزہ نبوی صاحبۃ الصلوٰۃ والسلام: سچ پوچھئے تو حضور نبی پاک ﷺ کا یہ معجزہ دورِ حاضرہ میں اظہر من الشّمس ہے ۔ کیونکہ ان لوگوں کو دیکھ لیجئے کہ یہ لوگ کارِ خیر کے روکنے میں کتنا زور لگاتے ہیں حالانکہ شرع مظہر نے کارِ خیر کی ترویج کا حکم دیا ہے بلکہ یہاں تک زور دیا ہے کہ اگر کارِ خیر میں خرابی زیادہ ہے تب بھی نہ روکو بلکہ اس کی اصلاح کرو جیسا کہ کوئی شخص سورج نکلنے کے وقت نفل پڑھ رہا تھا سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو عرض کیا گیا کہ اسے غلط کاری کی وجہ سے روک دیا جائے آپ نے فرمایا میں مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ (پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیت ۲۵) ''جو بہت بھلائی سے روکنے والا'' نہیں بننا چاہتا ۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ نیکی کو غلط رنگ میں کیا جارہا ہے تو اسے روکنے کے بجائے اس کی اصلاح کی

جائے۔

دوسرا پہلو: جس جائز وحلال کام کی رُکاوٹ میں عوام میں انتشار پھیلتا اور فساد برپا ہوتا ہے اس کی رُکاوٹ کے بجائے اس کی اصلاح کے اسباب بنائے جائیں تاکہ عوام میں انتشار نہ پھیلے اور نہ ہی دنگا فساد برپا ہو۔لیکن یہ لوگ تو فی سبیل اللہ فساد کے علمبردار اور اپنے خیال و گُمان کی اصلاح کے دعویدار ہیں ایسے لوگوں کیلئے اللہ نے فرمایا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۔(پارہ۱،سورۃالبقرہ،آیت۱۱)

ترجمہ: اور جواُن سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کروتو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔

ان کیلئے ہی تنبیہ وتاکید کے طور پر فرمایا: أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ۔(پارہ۱،سورۃالبقرہ،آیت۱۲)

ترجمہ: سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

تجزیہ شاہد ہے کہ ان لوگوں نے جہاں بھی اس قسم کی حرکت کی تو لازماً فساد برپا ہوا اور اگر ہمارے مشورہ کو قبول کرتے کہ یہ مانتا کہ کونڈے شعار شیعہ سہی لیکن چونکہ یہ عوام مسلمان ایک محبوب خدا سے عقیدت کے طور پر کرتے ہیں تو اگر یہ غلطی میں مبتلا ہیں تو آیئے ملکر انکی اصلاح کی صورت بھی واضح ہے فقیر ذیل میں معروضات کرتا ہے وہ مُسلمان غُور فرمائیں جو مصنف مزاج اور دماغ ہیں تو اصلاح کا پہلو روشن ہے اگر کسی نے قسم کھارکھی ہو کہ خواہ مخواہ انتشار پھیلانا اور فساد برپا کرنا ہے تو اس کا علاج نہ میرے پاس ہے نہ اس سے اصلاح کی اُمید کی جاسکتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مبارک دور سے لے کر ہر دور کے مسلمان اپنے بزرگوں کی ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرتے چلے آئے ہیں اور قرآن وحدیث میں اس چیز کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے،قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمٰنِ

(پارہ۲۸،سورۃالحشرآیت۱۰)

ترجمہ: اور وہ جواُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

فائدہ: اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایمان والوں کی صفت ہے کہ وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے سے پہلے مسلمانوں کی بخشش کی دعا بھی کرتے ہیں۔(تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب اماۃ الاحباب بالایصال الثواب)

گذارش اُویسی غفرلہٗ: مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف اپنے لئے بخشش طلب نہ کریں، بلکہ بزرگانِ دین

خصوصاً صحابہ کرام، اہلبیتِ اطہار اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کو ایصالِ ثواب کر کے اُن سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کریں عرس، ختم، نذر فاتحہ وغیرہ سب ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں ہیں۔

کونڈے کیا ہیں؟ سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی یاد میں ۲۲ رجب کا ختم شریف وایصالِ ثواب اہلسنّت و جماعت میں مشہور ہے اور گیارہویں شریف کی طرح یہ ختم شریف بھی بہت عقیدت ومحبت سے منایا جاتا ہے مخالفینِ ومنکرینِ اہلسنت گیارہویں شریف اور ۲۲ رجب کو ایصالِ ثواب کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں۔

اور اس غلط پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر بعض مسلمان بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا پروپیگنڈا اتنا زوردار ہوتا ہے کہ بڑے دیندار اور اہلِ علم دنگ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ جو طریقہ اختیار کرتے ہیں وہ ایسے ہے کہ جھوٹ کو ایسے زور سے پھیلاؤ کہ عوام سچ بھول جائیں۔

یہ لوگ غلط بات کو آسمان پر اُٹھا لیتے ہیں اگر چہ غلط بھی ہو تب بھی عوام اسے صحیح سمجھنے لگ جاتی ہے۔ یہی حال کونڈوں کا ہے۔

سوال: مخالفین اہلسنّت و بزرگانِ دین مسلمانوں کو ایصالِ ثواب وغیرہ جیسے نیک کاموں سے روکنے کیلئے اعتراض کرتے ہیں کہ ۲۲ رجب نہ تو سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یومِ پیدائش ہے اور نہ ہی یومِ وفات ہے بلکہ ۲۲ رجب امام سیّدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وفات ہے۔ اس لئے صحابہ کرام اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالفوں نے اس رسم کے ذریعے آپ کی وفات کی خوشی منائی۔

جواب: اُصولی طور پر بزرگانِ دین کی یاد منانا اور ختم دلانا باعث خیر و برکت اور ایصالِ ثواب شرعاً ثابت ہے اور یہ ختم شریف یومِ ولادت اور یومِ وصال کی طرح کسی اور دن دلانا بھی جائز ہے۔ لہٰذا اگر ۲۲ رجب امام صاحب کا یومِ ولادت یا یومِ وصال نہ ہو تو بھی اُن کی یاد منانے اور ختم پڑھانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، باقی رہا ۲۲ رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وصال ہونا تو اگر چہ یہ تاریخ متفقہ نہیں پھر اہلسنّت کے امام صاحب کا ختم شریف دلانے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کوئی تعلق نہیں ایک تو ختم شریف ''جشن مسرت'' کے طور پر ویسے ہی معمول نہیں اگر مخالفینِ صحابہ کے ہاں ایسا ہو بھی تو اُن کی طرف سے اُس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کوئی مظاہرہ دیکھنے میں نہیں آیا اور اگر خدانخواستہ وہ ایسا کریں بھی تو اُس کا وبال اُنہی کے سر ہے اہلسنّت کے ہاں تو ۲۲ رجب کے ختم کے موقع پر مخالفت کا کوئی ادنیٰ شائبہ بھی خیال نہیں آتا۔

طریق اصلاح: بہرحال اگر مخالفین کو واقعی اس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے تو اس کا یہ طریقہ نہیں کہ ''نیکی کو روکنے والے'' بن کر ختم شریف جیسے کارِ خیر کو ہی ختم کر دیا جائے بلکہ اس کی اصلاح کا یہ طریقہ ہے کہ مخالفین اگر واقعی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں تو وہ ۲۲ رجب کو ختم شریف بند کرانے کی ناکام کوشش کی بجائے اس بات کی تبلیغ کریں کہ چونکہ ۲۲ رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وصال ہے اس لئے اس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی ختم شریف پڑھایا جائے وار ختم شریف کے مخالفین پر نیکی کو روکنے کا الزام بھی نہیں آئے گا۔اس طرح مخالفین کو ۲۲ رجب کے ختم شریف سے جو خطرہ محسوس ہوتا ہے وہ بھی ٹل جائے گا۔اور مخالفین صحابہ کا بھی رد ہو جائے گا جیسا کہ احادیث میں مذکورہ ہے کہ مدینہ منورہ میں یہود کو یومِ عاشورہ پر روزہ رکھتے دیکھ کر مخالفین ختم شریف کی طرح اس دن یہود کی وجہ سے روزہ رکھنے سے منع نہیں کیا گیا بکہ دسویں (۱۰) محرم (یومِ عاشورہ) کے ساتھ نویں (۹) محرم کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی گئی تا کہ روزہ جیسا نیک کام بھی ترک نہ ہواور نویں محرم کا روزی ساتھ ملانے سے یہودی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے منع کیا گیا بلکہ دسویں (۱۰) محرم (یومِ عاشورہ) کے ساتھ نویں (۹) محرم کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی گئی تا کہ روزہ جیسا نیک کام بھی ترک نہ ہو اور نویں محرم کا روزہ ساتھ ملانے سے یہود کی مشابہت بھی نہ ہو۔

اہلِ اسلام جو ایصالِ ثواب اور ختم دلانا باعثِ ثواب اور خیر و برکت سمجھتے ہیں ان سے گذارش ہے کہ ایصالِ ثواب یا کونڈوں کے ختم شریف پر بعض اوقات جو بے جا پابندیاں لگائی جاتی ہیں وہ نہیں ہونی چاہیئے اور ہر نیک کام کو مکمل طور پر قرآن وسنّت کی تعلیمات کی روشنی میں سرِ انجام دینا چاہیئے اس سلسلے میں چند باتیں خاص طور پر مدِ نظر ہیں۔

۱۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر دی جائے اور اسکا ثواب بزرگانِ دین کی ارواح مبارکہ کو بھیجا جائے۔

۲۔ اس قسم کی پابندی کہ کونڈے کمرے یا گھر سے باہر نہ جائیں بالکل غلط ہے۔

۳۔ ایصالِ ثواب یا ختم شریف وغیرہ رزقِ حلال سے دلایا جائے کیونکہ حرام کمائی پر کیا گیا کوئی نیک عمل خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔

۴۔ کسی بھی قسم کے نیک کام میں دِکھاوا نہ ہو کیونکہ دکھاوا کی وجہ سے ثواب ملنے کے بجائے اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔

۵۔ کوشش کی جائے کہ ایصالِ ثواب اور ختم شریف وغیرہ میں غرباء مساکین کو زیادہ سے زیادہ شامل کیا جائے۔

۶۔ کسی بھی قسم کا ایصالِ ثواب یا ختم وغیرہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر نہ کیا جائے۔

۷۔ایصالِ ثواب اور ختم شریف وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بنانے کیلئے شریعت کی پابندی کی جائے خاص طور پر نماز کی پابندی اور کبیرہ گناہوں سے سختی کے ساتھ پرہیز کیا جائے۔

نوٹ: مضمون بالا (مع چند اضافاتِ اُویسیہ) ایک دوست نے لکھا اور خوب لکھا کہتے ہیں کہ لاہور کے حاجی اشفاق احمد قادری نے ''کرامتِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ'' کے نام سے رسالہ لکھا۔اس سے شیعوں کو زیادہ اہلسنّت کو بہت کم فائدہ پہنچا ہے اس کرامت کو اہلسنّت کے ایک مشہور ادارہ القادریہ نشیمن غوثیہ کریم پارک،راوی روڈ لاہور نے شائع کیا تھا۔ابتداء میں حاجی صاحب موصوف نے اثباتِ کرامت پر مختصر سا مضمون تحریر فرمایا ہے۔فقیر شکریہ کے ساتھ اُسے اپنے رسالہ ہٰذا میں لکھ رہا ہے۔

حاجی صاحب کے نزدیک چونکہ کونڈوں والی کرامت صحیح ہے اسی لئے وہ پہلے اسی کرامت کا عنوان جماتے ہیں لیکن فقیر کے نزدیک وہ کرامت صحیح نہیں اسی لئے ابتدائی عبارت خذف کر کے نفسِ مضمون کو لے لیا اور عنوان فقیر نے قائم کیا ہے۔

کرامت الاولیاء حق: حاجی صاب فرماتے ہیں کرامت کو بحیثیت کرامت مان لینا ہی کافی ہے۔دلائل کی ضرورت نہیں۔البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس شخص سے کرامت صادر(جاری) ہوئی وہ فی الحقیقت اللہ کا ولی ہے کوئی فریبی یا مکار نہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ منکرین اپنے تعصب وعناد اور حسد وضد کی بناء پر بے شمار کاملین،مقربان الٰہ اور بزرگانِ دین کی کرامت کو ٹھکرا دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اولیاء اللہ کی شان اور کرامت کا انکار قرآنِ کریم اور احادیث شریف اور اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

آنکس کہ کمالِ اولیاء را نشناخت	دیں نعمت خاص بے بہارا نشناخت
پس شکر نہ کردو حق ایشاں نگزید	میداں بہ یقیں کہ او خدا رانشناخت

جس نے اولیاء اللہ کے کمال اور خداوندتعالیٰ کی اس خاص اور بیش قیمت نعمت کو نہ پہچانا۔پس اس نے اس نعمتِ عظمٰی کا شکریہ ادا نہ کیا۔اور محبوبانِ خدا کی شناخت کا حق ادا نہ کیا یا ان کی کما حقہ قدر نہ کی۔یقین جانو اس نے اللہ کی ذات کو نہ پہچانا۔

(اولیاء اللہ اور ان کے کمالات کی شناخت حقیقت میں اللہ کی معرفت ہے)۔جس نے اللہ کے دوستوں کو نہ پہنچانا اور انکی

خوبیوں کہ نہ جانا اس نے خداوند تعالیٰ کو یقیناً نہیں پہچانا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: کرامت من حیث الکرامت کا ماننا ضروری ہے جس کرامت کا ثبوت ہی نہ ہوا سے نہ ماننا۔۔مثلاً یہی کرامات امام جعفر رضی اللہ عنہ پڑھ لیجئے یہ مضمون خود بتا تا ہے کہ یہ کرامت خود ساختہ ہے چناچہ ملاظہ ہو۔

کرامت جعفر صادق رضی اللّٰہ عنہ: مدینہ منورہ میں ایک لکڑ ہارا تھا۔جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں فروخت کر کے اپنا گذارہ کرتا۔جس روز نہ جاتا بچوں کے فاقے سے رہتا۔اس غربت سے تنگ آ کر وہ کسی دوسرے شہر چلا گیا۔مگر وہاں بھی اسے وہی کام کرنا پڑا۔شرم کے مارے گھر میں بھی کوئی خبر نہ دی کہ میں کہاں اور کس حال میں ہوں ادھر اسکی پریشان حال بیوی نے سوچا کہ میرا شوہر مر گیا ہوگا۔لہٰذا وزیر اعظم (مدینہ شریف میں کونسا وزیر اعظم تھا اور کس زمانہ میں ہم نے ''وفاء الوفاء تاریخ مدینہ و دیگر کتب میں نہیں پڑھا کہ کسی زمانہ میں مدینہ پاک میں کوئی وزیر اعظم رہا ہو البتہ ''امرء المرءٗ'' ضرور ہے) کہ ہاں ملازمت کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتی رہی۔

ایک روز لکڑ ہارے کی بیوی وزیر اعظم کے محل کے باہر جھاڑو دے رہی تھی کہ اتنے میں امام عالی مقام حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا۔اس عورت کے قریب حضورر کے۔اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔یہ کونسا مہینہ ہے اور آج چاند کی کیا تاریخ ہے۔انہوں نے عرض کی حضور رجب کی بائیس ہے۔فرمایا آج کی تاریخ کو جو بھی اپنی توفیق کے مطابق پوریوں کے کونڈے بھرے اور میرے نام کا فاتحہ پڑھے۔اس کی خواہ کتنی ہی مشکل حاجت ہو انشاء اللہ تعالیٰ بر آئے گی۔اگر مراد پوری نہ ہو تو قیامت کے دن اس کا ہاتھ اور میرا دامن ہوگا۔یہ فرما کر حضور تشریف لے گئے۔

لکڑ ہارے کی بیوی یہ فرمان سن کر بہت خوش ہوئی اور اسی دن توفیق کے مطابق فوراً پوریوں کے دو کونڈے بھرے اور بوسیلہ حضرت امام علیہ السلام (رضی اللہ عنہ کہنا چاہیئے ائمہ اہلبیت پر بالخصوص علیہ السلام پڑھنا لکھنا شیعوں کا شعار ہے۔۱۲) کے حضور دعا مانگی کہ میرا خاوند بخیریت دولت کما کر گھر واپس آوے۔

ادھر اس کا خاوند اسی روز جو جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا، اچانک کلہاڑا زمین پر گرا۔دھماکے کی آواز آئی۔اس نے زمین کھودی بڑا دفینہ نکلا۔بہت خوش ہوا۔اللہ کا شکریہ ادا کیا۔اور وطن عزیز کو واپس آنے کا پروگرام بنایا۔تاکہ اپنے اہل وعیال کیساتھ زندگی بسر کرے۔

اپنے گھر سے اس نے دور ہی قیام کیا اور اپنے ایک نوکر کو بہت سا مال قیمتی زیورات وملبوسات دے کر بیوی کے پاس بھیجا کہ بہت جلد ایک اچھا سا مکان تیار کر کے مجھے اطلاع دو۔

بیوی بہت خوش ہوئی اور بہت جلد عمل کر کے مکان بنوایا اور اپنے خاوند کو اطلاع دی۔خاوند گھر آیا اور امیرانہ زندگی بسر کرنے لگے۔

ایک روز بیوی نے اپنے خاوند سے پوچھا کہ یہ دولت آپ کو کیسے ملی؟ خاوند نے دفینہ ہاتھ آنے کا ماجرا سُنایا۔حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ جس روز کونڈے کی نیاز حضرت امام عالی مقام کے نام پر دی اسی دن یہ خزانہ ملا پس میاں بیوی یہ نیاز ہر سال دیتے رہے۔

ایک روز وزیر اعظم کی بیوی اپنے محل کی چھت پر چڑھی تو ایک خوبصورت محل دیکھ کر حیران ہوئی۔دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے۔خادمہ نے عرض کی ۔حضور یہ اسی لکڑہارے کی بیوی کا ہے جو آپ کے ہاں ملازم تھی۔بیگم نے اسے بلاوا بھیجا اور پوچھا کہ اتنی دولت تم کو کہاں سے ملی ہے۔لکڑ ہارے کی بیوی نے امام عالی مقام حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان اور اپنے عمل کرنے اور اسی روز خاوند کو مال وزر ہاتھ آنے کا سارا قصہ سُنایا۔اس پر وزیر اعظم کی بیوی نے کہا یہ سب جھوٹ ہے اور امام صاحب کی کرامت پر یقین نہ کرتے ہوئے کہا تمہارے خاوند نے چوری چکاری سے یہ دولت حاصل کی ہے۔لکڑ ہارے کی بیوی نے کہا۔آپ نے یہ بے ادبی امام پاک کے فرمان کی کی ہے۔انشاء اللہ جلد سزا پائیں گے۔اگلے روز باشاہ کو اس وزیر کے خلاف شکایت موصول ہوئیں کہ یہ بددیانت ہے۔لہٰذا حساب پڑتال کرنے بعد بددیانتی پائی گئی جس پر بادشاہ سخت ناراض ہوا۔اسے وزارت سے ہٹا کر تمام املاک ضبط کر کے اسے ملک سے نکال دیا۔راستے سے میاں بیوی نے ایک خربوزہ خرید کر اپنے رومال میں باندلیا۔اور سفر جاری رکھا۔اسی روز بادشاہ کا لڑکا جو صبح سے شکار کیلئے گیا ہوا تھا شام تک واپس نہ آیا۔باشاہ اور وزیروں کو شک ہوا کہ بددیانت اور نمک خوار وزیر نے شہزادے کو کہیں قتل نہ کر دیا ہو۔اسی بناء پر فوراً چاروں طرف سوار دوڑا دیئے کہ وزیر جہاں ملیں،فوراً گرفتار کر کے پیش کریں۔حکم ملتے ہی ملازم فوراً گئے۔دونوں کو گرفتار کر کے باشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔باشاہ کی نظر رومال پر پڑی۔پوچھا اس رومال میں کیا ہے۔انہوں نے عرض کیا خربوزہ۔جب رومال کھولا تو بجائے خربوزے شہزادے کا سر نکلا۔بادشاہ سخت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ رات بھران کو قید خانہ میں رکھا جائے اور صبح کو قتل کر دیا جائے۔

رات کو قیدی وزیر نے اپنی بیگم سے کہا نہ جانے ہم سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ ملازمت گئی، ملک بدر ہوئے۔تعجب یہ ہے کہ خربوزے کے بجائے شہزادے کا سر نکلا ہے۔جس پر ہم صبح کو قتل کئے جائیں گے۔

بیوی نے کہا بظاہر تو کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے البتہ لکڑ ہارے کی بیوی نے امام عالی مقام حضرت جعفر صادق

کی جو داستان سنائی تھی میں نے اسے جھوٹ جانا۔وزیر نے ناراض ہو کر کہا کمبخت اس سے بڑھ کر اور کیا گناہ ہوسکتا ہے کہ تم نے امام صاحب کی بے ادبی کی ہے۔ساری رات میاں بیوی توبہ استغفار کرتے رہے۔اور امام صاحب کے وسیلہ سے اللہ پاک سے معافی مانگتے رہے۔انہوں نے نہایت عاجزی سے یہ گریہ وزاری کی۔توبہ اُن کی منظور ہوئی۔علی الصبح ہی شہزادہ گھر آ گیا۔بادشاہ نے پوچھا جانِ من رات میں کہاں تھے۔عرض کی جہاں پناہ دیر ہو جانے کی وجہ سے رات باغ ہی میں بسر کی۔صبح ہوتے ہی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوں۔

بادشاہ نے قیدی وزیر اور اسکی بیوی کو بلوایا۔رومال کو بھی دوبارہ کھلوایا تو بجائے شہزادے کے سر کے خربوزہ نکلا۔

بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟

وزیر نے دست بستہ امام صاحب کا فرمان اور اپنی بیوی کی گستاخی، پھر اپنی معافی مانگنے کا تمام احوال سُنایا۔بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس نے وزیر کو اس عہدے پر بحال کر دیا۔اور تمام ضبط شدہ املاک واپس کر دیں۔پس امام عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا بیان مکمل ہوا۔فاتحہ کا طریقہ درج ذیل ہے۔

طریقہ ختم: ۲۲ رجب کو باوضو ہو کر حسبِ توفیق آٹے یا میدے کی پوریوں اور حلوہ سے کونڈے بھرے۔پاک صاف جگہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہدیہ درود وسلام پیش کرے۔اور امام صاحب کی کرامت مذکورہ پڑھیں۔اس کے بعد اوّل آخر چار مرتبہ درود شریف درمیان میں ایک مرتبہ الحمد شریف اور ۱۸ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں۔

اصلاح: من حیث الثواب ہمیں حاجی صاحب اور جملہ احباب کونڈے والوں سے کوئی اختلاف نہیں اگر اختلاف ہے تو وہابیوں کو ہے لیکن کونڈوں میں کرامت کے ذکر کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ضروری ہے کہ آٹے میدے کی پوریوں اور حلوہ سے کونڈے بھریں۔جو خداوندِ قدس توفیق بخشے وہ کریں رزق میں کاروبار میں برکت ہوگی اور آخرت میں بھی بہت بڑا اجر وثواب نصیب ہوگا۔

کرامت غلط ھے: سمجھدار انسان کرامت کو پڑھ کر یقین کرے گا کہ یہ کرامت کسی طرح غلط اور بناوٹی ہے جیسے عرصہ دراز سے ایک وصیت نامہ (بناوٹی) چھپ کر اور قلمی لکھ کر عوام تک پہنچایا جارہا ہے۔علاوہ ازیں تاریخی لحاظ سے بھی اس کرامت کا کوئی وجود نہیں بلکہ ہمارے ہاں ایک ثبوت موجود ہے جس سے یقیناً کہنا پڑتا ہے کہ یہ کرامت غلط ہے۔

رجب کے کونڈے کی ترتیب مولوی محمد عیسیٰ لودھرانی نے دی

فقیر نے اس پر تصدیق لکھ دی اگرچہ اسے غلط رنگ دیا گیا من وجہ مفید ثابت ہوئی مولوی عیسیٰ کے سوال و جواب من وجہ مفید ہیں اسی لئے وہ من وعن درج کر رہا ہوں اور اپنی تصدیق بھی۔

اُستاد العلماء والفضلا شیخ التفسیر و الحدیث

حضرت الحافظ ابوالصالح محمد فیض احمد صاحب اُویسی رضوی

بھاولپور کا ارشادِ گرامی

ہماری اہلِسنّت عوام ثبوت یا حسن رضی اللہ عنہ کہنے کے بڑے استاد واقع ہوتے ہیں تعزیوں میں دیکھو تو اکثر سنّی رونے دھونے میں دیکھو تو اکثر سنّی وغیرہ وغیرہ، منجملہ ان کے رسم کونڈوں کی بھی ہے۔ اگر بحیثیت ایصالِ ثواب کے یہ طریقہ ہوتا تو کسی قسم کا اعتراض نہ تھا۔ لیکن افسوس کہ ان من گھرت واقعہ کے تحت رسم چل نکلی ہے اس سے بجائے فائدہ ''ثواب'' کے گناہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ محمد مولانا عیسیٰ صاحب نے یہ تحقیق فرمائی ہے عوام اہلِسنّت کو چاہیئے کہ اس رسم سے باز رہ کر شیعوں کی غلط تقلید سے بچیں۔

نوٹ: ہاں اگر اسی دن کوئی خیرات کرنی ہے تو اس کا طریقہ عرض کیا گیا ہے۔

سوال: ۲۲ تاریخ ماہِ رجب کو لوگ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈے بھرتے ہیں۔ کیا ۲۲ رجب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا دن ہے یا وفات کا۔

جواب: شیعہ کی تمام کتب معتبرہ ہیں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم پیدائیش ۱۷ ماہِ ربیع الاوّل اور یومِ وفات ۱۵ ماہِ شوال لکھی ہوئی ہے تمام معتبر کتب شیعہ صاحبان میں کونڈوں کا نام و نشان تک ندارد ہے۔

سوال: تو پھر ۲۲ ماہِ رجب کے کونڈے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کیوں کئے جاتے ہیں۔ کونڈوں کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی ہے؟

جواب: مولانا حکیم عبدالغفور آنولوی مرحوم (سنی بریلوی) عالمِ دین نے رسالہ صحیفہ (اہلحدیث مولوی عیسیٰ نے لفظ چھوڑ دیا نومعلوم تعصب سے یا اس کا نام نہیں آتا تھا واللہ اعلم) ۱۴ اگست ۶۴ میں رجب کے کونڈے کے عنوان پر ایک مضمون لکھا۔ اور پیر جماعت علی شاہ صاحب (بریلوی) عالمِ دین اور بزرگ کے مرید خاص جنابِ مصطفیٰ علی خان مرحوم اپنے کتابچہ

"جواھر مناقب" کے حاشیہ پر حامد حسن قادری بریلوی کونڈوں کے بارے میں ایک بیان لکھتے ہیں۔اس کا خلاصہ اور ملخص یہ ہے کہ کونڈں کی رسم ۱۹۰۶ء رامپور ''یوپی'' کے امیر مینائی کے خاندان سے شروع ہوئی ہے۔اس سے پہلے کونڈوں کا کوئی نام تک نہ جانتا تھا۔ امیر مینائی کے صاحبزادہ خورشید مینائی نے لکڑہارے کی ایک جھوٹی کہانی "داستان عجیب" چھپوا کر سب سے پہلے رام پور میں تقسیم کی۔نواب رام پور شیعہ حامد علی خان نے اس جھوٹی کہانی کی ترویج اور اشاعت میں بڑی گہری دلچسپی لی۔رام پور کے سنی مسلمان نے نواب کی خوشنودی کیلئے (انسان علی دین ملوکہم) کے تحت اس رسم کو اپنانا شروع کیا۔رفتہ رفتہ یہ رسم ملک بھر میں پھیل گئی ہے۔

شیعہ صاحبان جس طرح کلمہ، نماز، اذان، دین ''نصاب تعلیم'' میں ہنود ور یہود کی طرح تمام مسلمانوں سے الگ ہو چکے ہیں۔ یہ شیعہ صاحبان اپنے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مجوسی قاتل ابولُولؤ فیروز کو بابا شجاع الدین قرار دے کر عید شجاع سناتے ہیں۔اور سیّدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی وفات پر عید عذیر مناتے ہیں۔اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اس عذیر پر شیعوں کے گناہ لکھے ہی نہیں جاتے۔

۲۲ رجب سیّدنا امیر معاویہ کا یومِ وفات ہے۔اس لئے شیعہ صاحبان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں یہ کونڈے، حلوہ پوری، چوروں کی طرح چھپا چھپا کر کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں۔شیعہ صاحبان اگر سنّی مسلمان کا جنازہ پڑھتے ہیں تو بجائے دعا جنازہ کے بددعا کرتے ہیں۔حالانکہ "تحفة العوام" میں ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر کا صاحبِ ایمان قرار دیتے ہیں۔(نهج البلاغه)

سوال: امیر مینائی کے فرزند نے جو جھوٹی کہانی لکڑہارے کی "داستانِ عجیب" گھڑی ہے۔اسکا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک بادشاہ اور وزیر رہا کرتے تھے وزیر کے محل میں ایک غریب عیالدار لکڑہارے کی بیوی خاکروبی کرکے بمشکل اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہی تھی۔ایک دن اس نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زبانی سُنا کہ جو شخص ۲۲ ماہِ رجب کے کونڈے کرے اس کی وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔جس کیلئے وہ کونڈے کرے گا۔یہ سن کر اس عورت نے گھر جا کر کونڈے کئے۔تو بس امیر بن گئی۔

اس نے وزیر کے محل کے سامنے اپنا عالیشان محل بنوایا۔وغیر ذالك من الهفوات۔(تفصیلی قصہ فقیر نے بقلم حاجی اشفاق احمد قادری لکھ دیا ہے۔)

حالانکہ: ۱)اس زمانہ میں مدینہ میں نہ کوئی بادشاہ اور وزیر تھا اور نہ ان کے محل تھے۔

۲)اس کہانی میں دوسری جھوٹ بات یہ لکھی گئی ہے کہ لکڑے کے محل کے سامنے بنتا رہا اور بن کر تیار ہوگیا۔مگر وزیر کی بیگم کو اس دوران بالکل پتہ نہ چلا۔

۳) تیسری لغوبات یہ لکھی گئی ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جسکی حاجت کونڈے بھرنے کے بعد پوری نہ ہوتو قیامت کے دن میرا گریبان پکڑے اور باز پرس کرے۔ کیا ایسا بیہودہ دعویٰ امام جعفر رضی اللہ عنہ فرما سکتے ہیں؟

کونڈے کی رسم کی ابتداء: خدام الدین دیوبندی رسالہ میں ہے’’گویا رامپور وہیل کنڈ میں اس رسم کا آغاز لکھنوی خاندان ہی کی بدولت ہوا۔‘‘

مولوی مظہر علی سندیلوی اپنے روزنامچہ میں جو ۱۹۱۱ء کی ایک نادر یادداشت ہے لکھتے ہیں کہ:’’ ۱۹۱۱ء آج ایک نئی رسم دریافت جو میرے اور میرے گھر والوں میں رائج ہوئی جو اس سے پہلے میری جماعت میں نہیں ہوئی تھی وہ یہ ہے ۲۱ رجب کو بوقت شام میدہ،شکر اور گھی دودھ میں ملاکر ٹکیاں ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فاتحہ ہوتا ہے اور ۲۲ رجب کی صبح عزیز و اقارب کو بلاکر کھائی جاتی ہیں۔ یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔ جہاں تک مجھے علم ہوا اس کا رواج ہر مقام پر ہوتا ہے۔ میری یاد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی سماعت میں نہیں آیا یہ فاتحہ اب ہر گھر میں نہایت عقیدتمندی کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور یہ رسم برابر بڑھتی ہے۔‘‘

مولوی عبدالشکور نے اپنے رسالہ ’’النجم‘‘ لکھنوی اشاعت جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ میں لکھا تھا کہ:’’ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یوماً فیوماً بڑھتا جارہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے متعلق ایک فتویٰ بصورتِ اشتہار تین سال سے لکھنؤ میں شائع کیا جارہا ہے‘‘۔(یہاں اشتہار کی گنجائش نہیں)

اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمسی کا قول ہے کہ’’لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کونڈوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا‘‘۔(رسالہ النجم لکھنؤ)

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ رجب کے کونڈوں کی رسم لکھنؤ اور اسکے گردونواح میں قریباً نصف صدی بیشتر شروع ہوکر صوبہ جات متحدہ آگرہ واودھ کے ہم پرست اور ضعیف الاعتقاد جاہل طبقوں میں پھیلتی گئی اور وہیں سے کھٹملوں کی طرح دیگر مقامات میں مروج ہوئی۔

۲۲ رجب ٦٠ ھ کو: کاتب وحی، رسول اللہ ﷺ کے خاص معتمد صحابی حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام اور مسلمانوں کی پچاس سال تک خدمت کرنے کے بعد وفات پائی تھی۔ روافض جس طرح امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خوشی میں ان کے مجوسی قاتل ابولؤلؤ فیروز کو باباشجاع کہہ کر عید مناتے ہیں اس طرح وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رحلت کی خوشی میں ۲۲ رجب کو یہ تقریب مناتے ہیں لیکن پردہ پوشی کیلئے ایک روایت گھڑ کر حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کردی ہے تاکہ راز فاش ہونے سے رہ جائے اور دشمنانِ معاویہ رضی اللہ عنہ چپکے سے ایک دوسرے کے ہاں بیٹھ کر یہ شیرنی کھالیں اور یوں اپنی خوشی ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ ان کی تقیہ سازی اور اس پرفریب طریقہ کار سے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز کی دعوت میں کئی سادہ لوح توہم پرست کا اور ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی لاعلمی کی وجہ سے شریک ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے اہلسنّت عوام وخواص کو اس رسم سے بچنا چاہیے ہاں اگر خیرات کرنی ہے تو بلا تخصیص اور بلا قیود سیّدنا جعفر صادق اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کیلئے ایصالِ ثواب کریں تو حرج۔ فقیر آخر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں عرض کرتا ہے ان پر عمل کرنا چاہیے۔

﴿نصائح امام جعفر صادق رضی اللّٰہ عنہ﴾

(۱) جھوٹ بولنے والیمیں بہادری نہیں ہوتی، اور حسد کرنے والے کو سکون نہیں ہوتی۔ بُری عادت والوں کو حکومت نہیں آتی اور خوبصورت وحسینکو محبت نہیں آتی (۲) جو کوئی اللہ تعالیٰ سیمحبت رکھتا ہے، اس کو دُنیا سے نفرت ہوتی ہے۔ (۳) اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حرام کی گئی چیزوں سے بچاؤ تا کہ پرہیزگار بنو، اور جو کچھ قسمت میں ہوگیا تو اس پر راضی رہو۔ (۴) بدکردار سیزدیکی مت رکھ کہ تجھ پر بدکردار حاوی ہوجائے گی مشورہ ایسے لوگوں سے کر جو کہ اطاعتِ خدا خوب کرتے ہوں۔ (۵) جو شخص ہر آدمی کیساتھ صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا، اور جو کوئی بُرے راستہ پر جاتا ہے اس پر تہمت والزام لگ جاتے ہیں اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ (٦) بہت سے ایسے گناہ ہیں کہ جن کی وجہ سے بندہ اللہ سے دور ہوجاتا ہے، کیونکہ اطاعت کرنے والا مغرور گنہگار رہوتا ہے اور شرمندہ گنہگار اطاعت کرنے والا ہوتا ہے۔ (۷) خوشامدی لوگ تیرے لئے تکبر کا بیج ہیں۔ (۸) آپ سے کسی نے دریافت کیا درویش صبر کرنے والا، فاضل تر ہے یا نگرشاکر؟ فرمایا درویش صابر کیوں کیونکہ نگر کا دل پیسہ میں اٹکا رہتا ہے اور درویش کا دل اللہ میں (۹) عبادت بلا توبہ درست نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔ (۱۰) آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ عقلمند کس کو کہتے ہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص خیروشر میں

تمیز کرے،انہوں نے فرمایا کہ یہ تمیز تو جانور میں بھی ہوتی ہے کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں تمیز رکھتے ہیں۔ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عرض کیا کہ آپ کے نزدیک عقلمند کون ہے؟

فرمایا کہ عقلمند وہ ہے جو کہ دو خیر اور شر میں سے خیر میں خیر الخرین کو اختیار کرے اور شر میں خیر الشر کو۔ذوق صوفیہ کوئی طریقہ علاوہ کتاب و سنّت نہیں۔(۱۱) ابتلاء ایک شرف ہے اسی لئے خاصانِ حق اس میں مبتلا کئے جاتے ہیں(۱۲) بے حد یقینی بربادی ہے اور نکتہ چینی بد نصیبی (۱۳) علماء کا ترکِ دُنیا خود مُختار اور اپنی مرضی کا ہوتا ہے اور جاہل کا بے اختیاری (۱۴) اس کا دل خوش ہو جس کی آنکھ بُرا دیکھتی ہے اور اس کا دلبر انہیں دیکھتا اور چاہتا (۱۵) ہمارا دین سراپاء ادب ہے جو اس کا لحاظ نہ رکھے گا وہ بدقسمت ہے۔(۱۶) بڑی پرہیز گاری دنیا میں یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات سے کنارہ کش ہو جائے (۱۷) فضیلت اگر چہ جماعت میں ہے لیکن سلامتی تنہا رہنے میں ہے۔(۱۸) زیادہ شکم سیری (پیٹ بھر کے کھانا) اور فاقہ کشی (بھوکا رہنا) دونوں مانع عبادت ہے (۱۹) قدرتِ انتظام رکھتے ہوئے غصہ کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔(۲۰) کُھلّی دُشمنی، منافقت و موافقت سے بہتر ہے۔(۲۱) مصیبت میں آرام کرنا مصیبت کو بڑھا دینا ہے۔(۲۲) جہاد بالسیف سے جہاد بالمال سخت تر ہے۔(۲۳) شکایت کا ترک کرنا صبر ہے (۲۴) حقیقی تقویٰ یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل کے اندر ہے اگر تو اس کو ایک کھلے ہوئے طباق (بڑی پلیٹ یا بڑے تھال) میں رکھ دے اور اس کو لے کر بازار کا گشت (چکر) لگائے تو اس میں ایک چیز بھی ایسی نہ ہو جس کو اس طرح آشکار کرنے میں تجھے شرم نہ آئے۔(۲۵) سعید وہ ہے جس کا دل عالم ہو اور بدن صابر اور موجودہ پر صبر و شکر کرے۔

فقط والسلام

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۷ ذوالحجہ ۱۴۲۰

☆......☆......☆